بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

058. سورة المجادلة

التّفسیر المُیسّر کا درس جاری ہے اور آج یہ پہلی نشست ہے اور ہم شروع کر رہے ہیں **سورة المجادلہ** سے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝١﴾ [المجادلة:1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے خوب سنی ہے خولہ بنت ثعلبہ کی بات جب اپنے خاوند کے تعلق سے (اُوس بن الصامت کے تعلق سے) جب انہوں نے اپنی بیوی سے یہ کہا "کہ تم میرے لیے میری ماں کی مانند ہو" یعنی حرمت نکاح کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدال کیا اور بحث ومباحثہ کیا اس تعلق سے، اور اللہ تعالیٰ کو شکایت کی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اُن کی اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے اور یہ تکلیف اور یہ کرب جو ہے دور ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے آپ دونوں کی باتیں جو آپ گفتگو کر رہے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ ہر قول کو سننے والا ہے اور ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـىِٕيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲﴾ [المجادلۃ:2]

وہ جو ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی بیویوں سے ،(اور ظہار کا مطلب جیسے گزر چکا ہے) کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے "کہ تم میرے لیے میری ماں کی مانند ہو": حرمت نکاح کے تعلق سے :ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی معصیت کی ہے اور خلاف شرع عمل کیا ہے کیونکہ اُن کی بیویاں جو ہیں حقیقت میں اُن کی مائیں نہیں ہیں یہ تو اُن کی بیویوں ہیں، اور مائیں وہ ہوتی ہیں جو انہیں جنم دیتی ہیں۔

اور یہ جو ظہار والی بات کر رہے ہیں یہ بہت ہی بڑا بھیانک جھوٹ باندھ رہے ہیں جس کی کوئی صحت نہیں ہے۔اور بے شک اللہ تعالیٰ خوب در گزر اور بخشنے والا ہے ان لوگوں کو جن سے کوئی غیر شرعی عمل ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کر کے اپنے اس گناہ سے اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل کر لیتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳﴾ [المجادلۃ:3]

یہ جو ظہار سے کام لیتے ہیں اور اپنی بیویوں کو اپنے اوپر حرام کر دیتے ہیں ظہار کرنے سے، پھر وہ مراجعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنی بیویوں کو واپس لے لیں اور اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں خاوند جس نے ظہار کیا ہے اُس پر تحریم کا کفارہ ہے، اور یہ کفارہ جو ہے ایک گردن آزاد کرنا "مومن" چاہے غلام ہو یا لونڈی ہو اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیوی کو ہاتھ لگائے (چھوئے یعنی ہمبستری کرے)، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اے مومنو! تاکہ تم ظہار میں نہ پڑو اور جو جھوٹی بات ہے اس سے بچو، اور جو تم سے ہوا ہے اس کا کفارہ ادا کرو اور اس کی طرف واپس نہ پلٹو، اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے تمہارے اعمال میں سے، اور اللہ تعالیٰ ہی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔

اچھا جس کے پاس گردن نہیں ہے وہ کیا کرے؟ابھی کفارۃ الظھار بیان ہو رہا ہے اب ایک شخص نے ظہار کیا ہے اب وہ اس ظہار سے نکلنا چاہتا ہے، بیوی کو حرام کر لیا ماں کہہ دیا غصے میں آکر کسی وجہ سے بھی، اب وہ اس ظہار کو ختم کرنا چاہتا ہے۔اس سے پہلے یعنی اصل میں جو جدال ہوا اور یہ صحابیہ جو آئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ہیں کیوں ہوئی ہیں؟

کیونکہ دور جاہلیت میں ظہار طلاق ہوا کرتا تھا، تو اسلام میں ظہار حرام تو ہے لیکن اس سے طلاق لازم نہیں آتی اس میں ایک حل آگیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ گفتگو کر رہی تھیں مجادلہ (سورۃ کا نام بھی یہی ہے) کہ جدال ہو رہا تھا کہ کوئی حل تو بتائیں؟ بڑھاپے میں اُس نے ظہار کر دیا ہے میں کہاں جاؤں گی میں کیا کروں گی؟!

(بڑا پیارا قصہ ہے وقت نہیں ہے بیان کرنے کا لیکن مختصر)۔

تو اصل جدال کیا تھا؟ کہ مجھے حل تو بتائیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی حل نہیں تھا کیونکہ ظہار تو طلاق ہوا کرتا تھا دور جاہلیت میں، تو پھر یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

اب حل کیا ہے؟

حل آگیا ہے، کیونکہ خاوند نے واپس کرنے کی کوشش کی تو وہ چلی گئیں گھر چھوڑ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آگئیں۔یعنی گھر چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شکایت لگانے آئیں کہ دیکھیں وہ مجھے کہتا ہے اب ہمبستری بھی کرنا چاہتا ہے اور ماں بھی کہہ چکا ہے (ظہار بھی کر چکا ہے) تو حل کیا ہے اس کا؟

تو حل یہ ہے:

پہلی بات یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو، لیکن اگر تم توبہ کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک طریقہ ہے۔طریقہ کیا ہے؟ سب سے پہلے ایک گردن آزاد کر دو چاہے مرد ہو یا عورت ہو (یعنی غلام ہو یا لونڈی ہو)۔

اگر نہیں ہے گردن تو تب کیا کریں؟

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾

[المجادلۃ:4]

جو گردن آزاد نہیں کر سکتا تو اس پر واجب یہ ہے کہ دو مہینے پے در پے روزے رکھے (مسلسل) اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرے، اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا (یعنی دو مہینے مسلسل روزے نہیں رکھ سکتا) کسی عذر شرعی کی وجہ سے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(یعنی اس کے پاس کوئی عذر شرعی ہے روزے نہیں رکھ سکتا دو مہینے مسلسل تو اس پر واجب یہ ہے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور کھانا کیا ہے؟ وہ جو عام طور پر گھر میں کھاتے ہیں یعنی، اور جو اُن کے لیے کافی بھی ہو جائے اور جن سے اُن کا پیٹ بھی بھر جائے)۔

یہ جو ہم نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حکم الظہار میں سے یہ اس لیے ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو اور اتباع کرو اور شریعت پر عمل پیرا ہو جاؤ ﴿ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾:

کیونکہ ایمان کی جب بات آئی ہے جیسے میں نے مقدمے میں بیان کیا تھا اب دیکھیں جہاں پر ایمان کی بات آتی ہے تو یہ جملہ آپ کو نظر آئے گا:

"من أجل أن تصدِّقوا بالله وتتبعوا رسوله وتعملوا بما شرعه الله": تو یہ جملہ آئے گا ایمان کا جب معنی بیان کیا جائے گا۔

اور اس چیز کو چھوڑ دو جس چیز پر تم جاہلیت میں تھے، اور یہ احکام بیان کیے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں اور حدیں ہیں اُن کو ہرگز پار نہ کریں، اور جو جھٹلائیں گے یا حدیں پار کریں گے اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَآدُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَآ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥﴾﴾ [المجادلۃ:5]

اب ظہار کا مسئلہ مکمل ہو گیا ہے اب بات آئی ہے مخالفت کرنے کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ذلیل ورسوا ہوئے ہیں جیسا کہ اُن سے پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ذلیل ورسوا ہوئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے واضح آیات نازل فرمائی ہیں حجت کے طور پر جو دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور حدود جو ہیں وہ حق ہیں، اور جو ان آیات کو جھٹلاتا ہے تو اس کے لیے ﴿عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ ہے: یعنی ذلت آمیز عذاب ہے (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٦﴾﴾ [المجادلۃ:6]

اے میرے پیارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کو یہ بات بتا دیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا (جو لوگ مر چکے ہیں سب کو زندہ کرے گا) اور اوّلین اور آخرین کو ایک ہی جگہ پر ایک ہی میدان میں جمع کرے گا اور انہیں خبر دے گا جو کچھ وہ عمل کر چکے ہیں چاہے اچھا ہو یا بُرا ہو، اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں سب کو گن گن کر لکھ دیا ہے، اور نامۂ اعمال میں بھی محفوظ اور درج ہو چکے ہیں، جبکہ یہ سب بھول چکے ہیں کہ وہ کیا کر چکے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شہید ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ مَا يَكُوۡنُ مِنۡ نَّجۡوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمۡ وَلَا خَمۡسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمۡ وَلَاۤ اَدۡنٰى مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكۡثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمۡ اَيۡنَ مَا كَانُوۡا‌ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝٧﴾ [المجادلۃ:7]

یعنی اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے؟ کوئی تین ایسے لوگ نہیں ہیں جو آپس میں سرگوشی کرتے ہیں اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم سے اور احاطے سے اُن کے ساتھ چوتھا ہے۔

اب یہاں پر دیکھیں علم اور احاطے کی بات آگئی ہے (معیت کی) تفسیر جو ہے باللازم جیسے ہم عقیدے کے درس میں پڑھ چکے ہیں: "إلَّا هو رابعهم بعلمه وإحاطته": اللہ تعالیٰ چوتھا ہے اُن کے ساتھ (اُن تین لوگوں کے ساتھ) جو سرگوشی کررہے ہیں اپنے علم اور احاطے سے۔

"ولا خمسة إلا هو سادسهم": اور نہ پانچ ہیں اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ چھٹا ہے اُن کے ساتھ، نہ ان سے کم نہ زیادہ اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہے اپنے علم سے وہ جہاں کہیں بھی ہوں، کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے ان کے تمام اُمور سے، پھر اللہ تعالیٰ اُن کو خبر دے گا قیامت کے دن جو کچھ وہ کیا کرتے تھے (یعنی دنیا میں) چاہے اچھے عمل یا بُرے (خیر یا شَر)، اور اللہ تعالیٰ سب کو اُن کی جزا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

دیکھیں ہر جملے کے آخر میں کیا آرہا ہے؟ "کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے" (سبحان اللہ): شہید کے لفظ میں بھی یہی ہے، علم کے لفظ میں بھی یہی ہے کہ ایک میسج (Message) بار بار (پیغام) آرہا ہے مختلف الفاظوں میں تاکہ انسان آگاہ ہو جائے اور خاص طور پر جب میاں بیوی کا معاملہ ہو رہا ہے اس سورۃ کی ابتداء میں تو پھر یہ اچھی طرح یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، آپ کو ہر آن ہر قول ہر فعل، اُٹھنے بیٹھنے، ہر وقت میں ہر طریقے سے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ سے حساب بھی لے گا (یعنی ہم سب جوابدہ ہیں اور حساب بھی ہم سب نے دینا ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸﴾[المجادلۃ:8]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ یہ دیکھیں کہ یہود جن کو منع کیا گیا نجویٰ سے (یعنی سرگوشی سے) کیونکہ مومنوں کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں، پھر جن سے اُن کو منع کیا اُسی طرف واپس پلٹتے ہیں اور سرگوشی کرتے ہیں (یعنی یہودی کیا کرتے تھے؟ جب مومن بیٹھے ہوتے تھے تو آپس میں کوئی سرگوشی کرتے تھے تو مومنوں کو اس پر رنج ہوتا تھا کہ ہمارے خلاف کوئی بات ہو رہی ہے، تو اُن کو منع کیا گیا اس کے باوجود بھی وہ یہ عمل کیا کرتے تھے) اور وہ سرگوشی میں گناہ اور زیادتی کی باتیں کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے تھے جو حکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔

اور جب یہ آپ کی طرف آتے ہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کوئی معاملہ لے کر اور آپ کو تحیت کرتے ہیں (سلام کرتے ہیں) تو اس طریقے سے نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقرر فرمایا ہے، یعنی کہنا تو چاہیے "السلام علیک، یا السلام علیکم": تو وہ کہتے تھے "السام عليك" (یعنی (نعوذ باللہ) آپ پر موت ہو)، اور موت کی بددعا کرتے تھے، اور آپس میں جب یہ بات کر لیتے تو یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی اس کی سزا تو نہیں دے گا جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے؟ کیونکہ یقیناً جانتے تھے یہودی (دل سے جانتے تھے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور حق ہیں اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تکفیهم جهنم يدخلونها": کہ جہنم اُن کو کافی ہے جس میں وہ داخل ہوں گے، اور بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے اُن کے لیے۔

یعنی اُن کے لیے جہنم ہی کافی ہے چاہے اُن کی سزا، پکڑ دھکڑ ہو یا نہ وہ دنیا میں لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کہاں جائیں گے وہ؟! (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹﴾ [المجادلۃ:9]

نجویٰ کے تعلق سے (سرگوشی کے تعلق سے): ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ کیا معنی ہے؟ دیکھیں ایک ہی معنی ہے ”يا أيها الذين صدّقوا الله ورسوله وعملوا بشرعه“: وہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے ہیں جب تم لوگ آپس میں کوئی سرگوشی کرو تو پھر کوئی ایسی بات نہ ہو جس میں کوئی گناہ کی بات ہو یا کسی پر زیادتی ہو، یا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی حکم کی مخالفت ہو، اگر سرگوشی کرنی ہے کوئی بات کرنی ہے تو ایسی بات ہو جس میں خیر ہو، فرمانبرداری، طاعت اور احسان ہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾: ”وخافوا الله بامتثالكم أوامره واجتنابكم نواهيه“: جیسے میں نے بیان کیا ہے اس مقدمے میں۔

﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو)۔ کیسے ڈرنا ہے اللہ تعالیٰ سے؟ کیا کرنا ہے؟ دو چیزیں کرنی ہیں: (۱) حکم کی تعمیل کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (۲) اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے اجتناب کرنا ہے۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے یہ عمل کر لیتے ہو تو آپ نے تقویٰ کا راستہ اختیار کیا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اور تمہارے تمام اعمال واقوال کو اللہ تعالیٰ نے خوب احصاء کیا ہے اور محفوظ کیا ہوا ہے اور ان سب کی سزا اور جزا جو ہے (حساب جو ہے) اللہ تعالیٰ نے ہی دینی ہے۔

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾: تقویٰ کا راستہ اختیار کرو واپسی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، دوبارہ زندہ ہوں گے۔

اور جو ہم نے کہا ہے سرگوشی میں چاہے صحیح ہے یا غلط تھا جو ہم نے کیا ہے اپنے اعمال سے اُن سب کے ہم جوابدہ ہیں اور قیامت کے دن حساب ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾﴾ [المجادلۃ:10]

اصل بات نجویٰ (سرگوشی) جو ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: گناہ اور زیادتی کی سرگوشی جو ہے (نجویٰ جو ہے) یہ شیطان کے وسوسے میں سے ہے، وہی اسے خوبصورت بناتا ہے اور وہی اس پر آمادہ کرتا ہے تاکہ مومنوں کے دلوں میں رنج اور پریشانی پیدا کر دے، لیکن یہ معاملہ جو ہے (یعنی اُن کی سرگوشی جو ہے) مومنوں کو کوئی اذیت نہیں ہوگی اس سے اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ ہو، اور ایک اللہ کی طرف واپس پلٹو اور سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو اگر تم مومن ہو (یہاں پر سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو) وہی تمہارا نگہبان ہے اور مومن تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور توکل کرتے ہیں۔

یعنی سرگوشی کرنے والی کی سرگوشی اگر اِثم والعدوان کی بھی ہے تو یہ شیطان کا وسوسہ ہے شیطان کا حربہ ہے مومنوں کو پریشان کرنے کا تو پریشان مت ہونا کیونکہ مومن کا طرزِ عمل کیا ہے ہمیشہ؟ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾﴾ [المجادلۃ:11]

"اے ایمان والو" کا معنیٰ کیا بیان کیا گیا ہے؟

"يا أيها الذين صدَّقوا الله ورسوله وعملوا بشرعه": تصدیق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہیں۔

(تصدیق کس چیز کی کرتے ہیں؟ میں نے ابھی عرض کی ہے: خبر ہے تو تصدیق ہے، حکم ہے تو تعمیل ہے، منع کیا گیا ہے تو اجتناب ہے، اسے کہتے ہیں شریعت پر عمل پیرا ہونا (اسے کہتے ہیں شریعت نا) یہی ایک جملے میں مختصر بیان ہے)۔

اے ایمان والو! جب تمہیں یہ کہا جائے یا تم سے یہ بات طلب کی جائے کہ تم مجالس میں وسعت پیدا کرو کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کر لو، اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا اور آخرت میں کشادگی عطا فرمائے گا (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی! سبحان اللہ) اور اگر تم میں سے کسی سے یہ مطالبہ ہو کہ وہ مجلس سے اٹھ جائے کسی بھی وجہ سے جس میں خیر ہو تو اٹھ کر چلے جاؤ اللہ تعالیٰ بلند درجے عطا فرماتا ہے تم میں سے مومنوں کے لیے جو مخلص ہیں، اور اہل علم کے درجات بھی اللہ تعالیٰ بلند فرماتا ہے ثواب میں اور رضا کے مراتب میں، اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے تمہارے اعمال سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے اور وہی تمہیں اس کی جزا دے گا۔

اور اس آیت میں علم کی فضیلت اور علماء کے بلند درجوں کا بیان ہے۔

یعنی جب حکم کی بات آتی ہے مجلس وسعت کے تعلق سے آداب مجلس میں سے ہے تو تنگ جگہ ہے وسعت اگر کہا جائے تو وسیع مجلس کر لیں، اگر جگہ نہ ہو کسی کو کہا جائے کہ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کسی خیر کی بنیاد پر کوئی خیر بات ہے اور کوئی خیر عمل ہو تو اسے اٹھ کر کوئی رنج نہیں ہونا چاہیے اٹھ کر چلے جانا چاہیے۔

اصل بات یہ ہے کہ عزت اور ذلت، بلندئ درجات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں لیکن دو چیزیں یقینی ہیں "ایمان اور علم": ان دونوں سے ہمیشہ بلندئ درجات ہوتے ہیں۔

اور پھر یہ دیکھیں سبحان اللہ ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾: علم پہلے ہے خبیر بعد میں ہے: ﴿تَعْمَلُوْنَ﴾ عمل پہلے ہے: اور ﴿خَبِيْرٌ﴾ اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔

یعنی تمہارے اعمال سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، یعنی یہ اعمال جن کا ذکر کیا گیا ہے یہ اچھے اعمال ہیں تم نے کرنے ہیں اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔ "خوب باخبر ہے" اس کا فائدہ کیا ہو گا؟ اچھا کرو گے اچھا بدلہ، بُرا کرو گے تو بُرا۔ یعنی حساب تو دینا ہے کہ نہیں دینا؟!

اگلی آیت میں اسی موضوع کے تعلق سے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲﴾[المجادلۃ:12]

اے ایمان والو! جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، جب تم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی خفیہ بات کرنا چاہو (سرگوشی کرنا چاہو) تو پھر ایک صدقہ پیش کرو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی اس مناجات سے پہلے یہ تمہارے لیے زیادہ خیر ہے اور زیادہ ثواب ہے (کہ پہلے صدقہ دو فقراء کو پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کرو اس میں تمہارے لیے زیادہ خیر و بھلائی ہے اور ثواب ہے) اور تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے گناہوں سے، اور اگر تمہیں کچھ نہ ملے صدقے کے لیے تو اس میں تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں ہے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا ہے اور اپنے مومن بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔

یعنی ایک مسئلہ ہے: جب کوئی صحابی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی، کوئی الگ سے بات کرنا چاہتا تو حکم یہ تھا کہ پہلے صدقہ دے دو فقراء کو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر گفتگو کرو۔

تو بعض پر مشکل تھی کیونکہ سب کے پاس پیسہ نہیں تھا "تو جو مستطیع ہے وہ کرے، جو مستطیع نہیں ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔ جب یہ بھی مشکل ہوا تو دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگلی آیت میں:

﴿ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳﴾[المجادلۃ:13]

اگر تمہیں یہ خدشہ ہوا کہ صدقہ دینے سے فقر کا تمہیں خدشہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناجات سے پہلے اگر تم صدقے میں کوئی چیز دیتے ہو تو کمی ہو جائے گی پیسوں میں اور فقر کا خدشہ ہے، اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اگر اس پر عمل نہیں کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم پر یعنی توبہ بھی قبول کر لی ہے اور معاف بھی کر دیا ہے اور تمہارے لیے رخصت بھی پیدا کر دی ہے کہ ایسا عمل بے شک نہ کرو۔

(یعنی صدقہ نہ دو یعنی حکم یہ منسوخ ہو گیا، صدقے کا حکم اس آیت میں منسوخ ہو گیا اب کیونکہ مشکل ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آسانی کر دی منسوخ کر دیا)۔ لیکن پھر کیا کرنا ہے اگر صدقہ نہیں ہے؟

تو پھر دیکھیں کیا کرنا ہے:"فاثبتوا وداوموا على إقام الصلاة وإيتاء الزكاة وطاعة الله ورسوله (صلى الله عليه وآله وسلم) في كل ما أُمرتم به": تو پھر نماز قائم کرو اس کی مداومت کرو، اور زکوۃ دیتے رہو، اور اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے رہو ہر اُس معاملے میں جس میں تمہیں حکم دیا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے تمہارے اعمال سے جو تم کر رہے ہو اور اس کی جزا بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا۔

یہاں پر دیکھیں: ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾۔ اس سے پہلے والی آیت میں کیا تھا؟ ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾۔

اب لفظ آگے پیچھے ہے، اِس آیت میں ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے جو تم کیا کرتے ہو)، اور پہلے والی میں عمل پہلے ہے۔ ذرا غور کریں سبحان اللہ: جب عمل خیر کا تھا تو عمل کو پہلے اور خبر بعد میں، جب عمل میں تھوڑا مشکل تھی دقت تھی منسوخ بھی ہو گیا تو حکم بھی دیا اس کے بدلے میں کہ چلو نماز کو قائم کرتے رہو زکوۃ زکوۃ بھی دیتے رہو اور فرمانبرداری بھی کرتے رہو۔

تو پھر پہلے باخبر ہے، پھر عمل کو ذکر کیا ہے عمل کی اہمیت بیان ہو رہی ہے کہ عمل کرو گے تو اس کا تمہیں اچھا بدلہ ملے گا، اللہ تعالیٰ ہمیشہ خوب باخبر ہے ہر چیز سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، لیکن عمل دیکھیں جب عمل میں تھوڑا پیچھے ہو گئے تو عمل کو بعد میں کیا، جب عمل آگے تھا اور بلندئ درجات کا باعث ہے ایمان اور علم جو ہے تو اس کو پہلے ذکر کیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤﴾﴾ [المجادلۃ:14]

اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو یہودیوں کو اپنے دوست بناتے ہیں؟ اور جو منافق ہیں حقیقت میں نہ مسلمانوں میں سے ہیں نہ یہودیوں میں سے ہیں، اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ

مسلمان ہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں یہ بھی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، جبکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں اُن قسموں میں جو قسمیں وہ کھا رہے ہیں۔

یعنی ایسے لوگ موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جو اُن لوگوں کے ساتھ دوستیاں رکھتے تھے اُن کے دین سے محبت کرتے ہوئے جن کے اوپر اللہ تعالیٰ نے غضب اور غصہ کیا کون ہیں؟ یہودی ہیں۔

یہ نہ آپ میں سے ہیں نہ اُن میں سے ہیں (یعنی نہ مومنوں میں سے ہیں نہ یہودیوں میں سے ہیں)، اور جھوٹی قسمیں بھی کھاتے ہیں جبکہ خوب جانتے ہیں وہ خود جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں میں سے ہیں اور آپ کو رسول بھی مانتے ہیں (سبحان اللہ)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۵﴾ [المجادلۃ:15]

ان لوگوں کے لیے (منافقین کے لیے) اللہ تعالیٰ نے بہت ہی سخت عذاب دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، اور بہت بُرا عمل کرتے ہیں نفاق اور جھوٹی قسموں کا جو یہ کرتے آئے ہیں۔

یعنی جنھوں نے نفاق سے کام لیا جھوٹی قسمیں کھائیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اور عذاب شدید سے بچنے والے نہیں ہیں۔

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۱۶﴾ [المجادلۃ:16]

اصل بات یہ ہے کہ منافقین نے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے آپ کو قتل سے بچا لیا ہے کیونکہ کافر کے خلاف تو جہاد ہوتا ہے اُن کا مال بھی سلب کر لیا جاتا ہے اُن کو قتل بھی کیا جاتا ہے، تو انہوں نے جھوٹا کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو بچا تو لیا ہے اس جھوٹے ایمان کے پیچھے اور اس وجہ سے اُن لوگوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے اور اسلام سے دور رکھا ہے، تو اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے جہنم میں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان سے تکبر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے رہتے تھے خود کو بھی اور دوسروں کو بھی۔

﴿لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۷﴾ [المجادلۃ:17]

یعنی یہ عمل ان لوگوں نے جو کیا ہے ان منافقین کو نہ ان کا مال اور نہ ہی ان کی اولاد ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں۔(یعنی ان لوگوں نے کیوں جھوٹی قسمیں کھائی ہیں ؟ کیوں نفاق سے کام لیا ہے ؟تاکہ اپنی جان، اولاد اور مال کو محفوظ کرلیں)۔

یاد رکھو یہ تمہارے کوئی کام نہیں آئیں گے تمہیں محفوظ نہیں کر سکتے، یہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے کبھی اس سے باہر نہیں نکلیں گے۔اور یہ جزاء جو ہے (یہ سزا جو ہے) اُن کی ہر اُس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین سے اپنے قول یا فعل سے روکتا ہے۔

﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑱﴾[المجادلۃ:18]

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا سب کو، منافقین کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ زندہ اپنی قبروں سے باہر نکلیں گے پھر وہ قسمیں کھائیں گے کہ وہ مومن تھے جیسا کہ مومنو! دنیا میں تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے لیے فائدہ مند ہو گا کہ جیسے دنیا میں اُن کو فائدہ ہوا تھا جھوٹی قسمیں کھا کر اور مسلمانوں سے بچ گئے تھے، قیامت کے دن ایسا نہیں ہو گا بلکہ بہت بڑی جھوٹی بات کرنے والے ہیں اور اس جھوٹ کی اُن کو سزا ملے گی۔

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑲﴾[المجادلۃ:19]

اصل بات یہ ہے کہ اُن پر شیطان کا غلبہ ہو چکا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو بھی چھوڑ دیا ہے، یہ شیطان کے گروہ ہیں اور اتباع کرنے والے ہیں، اور شیطان کا جو گروہ ہے وہ خسارہ پانے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾﴾ [المجادلۃ:20]

یہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اُن میں سے ہیں جو دنیا اور آخرت میں مغلوب بھی ہیں اور مہانین میں بھی شامل ہیں۔

یعنی دنیا میں اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی ہے وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم بڑی عزت والے ہیں، یعنی سچ بات یہ ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ذلیل وخوار ہوتے رہیں گے اور خسارہ پاتے رہیں گے اور مغلوب ہمیشہ رہیں گے اور ذلیل بھی ہمیشہ رہیں گے، دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی اُس سے بڑی ذلت ہے (نعوذ باللہ)۔

﴿كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾﴾ [المجادلۃ:21]

اللہ تعالیٰ نے ثبت کر دیا، لکھ دیا ہے لوح محفوظ میں اور یہ حکم جاری کر دیا ہے کہ نصرت اور تائید اور کامیابی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کے لیے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ طاقتور ہے کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی مخلوقات میں سے، وہ قوی ہے اور عزیز اور غالب ہے۔

غلبہ ہمیشہ حق کا رہے گا جتنا بھی منافقین نفاق کرتے رہیں، کافر کفر پر اُتر آئیں اور جتنی بھی طاقت کا استعمال کریں جو اصل نتیجہ ہے جو آخری نتیجہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی ہے اور غلبہ ہے مومنوں کا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا ہے، کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے رسول (علیہم الصلاۃ والسلام) مغلوب نہیں ہو سکتے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! غلبہ ہمیشہ اللہ کے رسولوں کا ہے اور اہل ایمان کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قوی ہے اور عزیز ہے۔

آخری آیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ [المجادلۃ:22]

ہے) جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل پیرا ہیں کہ وہ محبت کرتے ہیں اور موالات کرتے ہیں اُن کے ساتھ جنہوں نے دشمنی کی اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حکم کی مخالفت کی ہے (یعنی ان سے دوستی کبھی رکھ نہیں سکتے یہ خاص قسم کے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے) اگرچہ یہ مخالفت کرنے والے ان کے اپنے باپ ہی کیوں نہ ہوں، یا بیٹے کیوں نہ ہوں، یا بھائی کیوں نہ ہوں، یا ان کے قریبی رشتے دار کیوں نہ ہوں، کبھی بھی ان سے محبت نہیں کرتے نہ اُن سے دوستی رکھتے ہیں۔

یہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو ثبت کر دیا ہے (ایمان ثابت کر دیا ہے) ﴿كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ﴾ (لکھ دیا ہے ثبت کر دیا ہے)۔

اور اپنی نصر و تائید سے اُن کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے اور غلبہ بھی دنیا میں اپنے دشمنوں پر عطا فرمایا ہے، اور آخرت میں جنت میں داخل ہوں گے، ایسی جنتیں ایسے باغات جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہے کبھی اُن سے ناراض نہیں ہو گا اور وہ بھی اپنے ربّ سے راضی ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت انعامات اور کرامات سے نوازا ہے اور بلند درجات عطا فرمائے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے گروہ ہیں اور اولیاء ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے گروہ ہی فلاح پانے والے ہیں دنیا اور آخرت میں (یہ ہیں حزب اللہ)۔

اب اس سورۃ کی ابتداء اور اختتام میں دیکھیں ذرا، اور بیچ میں:

اصل پیغام یہ ہے کہ سورۃ کی ابتداء میں صحابہ کا قصہ ہے ایک صحابی ہیں ظہار کر لیا ہے، تاکہ کسی کو شک وشبہ نہ پڑے "کہ صحابہ جو ہیں یہ کیسے لوگ ہیں یہ تو جھگڑتے بھی ہیں یا ظہار بھی کرتے ہیں" تاکہ اُن کو جو مقام اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمایا ہے اس کو کوئی کمی نہ ہو تو اختتام کس چیز پر ہوا ہے؟

صحابہ کرام کے تعلق سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو ذکر خیر کیا ہے آپ تتبع کر لیں چند آیات میں آپ حیران رہ جائیں گے کہ اتنے خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ نے ان عظماء کا ذکر کیا ہے کہ واللہ آپ حیران ہو جائیں گے!

اور واللہ ناممکن ہے کہ کسی کے پاس دل ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے پھر اُن سے بغض بھی کر سکے! یا بغض کرے نہیں بغض کا سوچ بھی سکے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

یعنی: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہر گز نہیں پائیں گے ایسے لوگ کہیں دیکھیں گے نہیں جیسے یہ ہیں ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا﴾: ایمان اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر، اصل بات یہ ہے (یعنی پہلے ایمان کی بات کی ہے)۔ دیکھیں وہ صحابہ جو ہیں وہ انبیاء نہیں ہیں معصوم نہیں ہیں، کبھی کمی کوتاہی ہو بھی جائے لیکن یہ اصل بات ہے کہ یہ لوگ یہ ہیں: کبھی نہیں دیکھیں گے آپ پوری دنیا میں، نہ اُس زمانے میں نہ بعد میں، نہ آج نہ تا قیامت۔

پھر کتنے خوبصورت انداز میں دیکھیں ذرا، الفاظوں پر غور کریں: "اپنے باپ، بیٹے، بھائی، رشتے دار، پورا کنبہ جو ہے اگر اللہ تعالیٰ سے دشمنی پر اُتر آئے ہیں یہ سارے تو اُن سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے کبھی بھی دوست نہیں بنا سکتے کبھی اُن سے محبت نہیں کر سکتے کیونکہ اُن کا ایک ہی طریقہ ہے دوستی کا اور دشمنی کا اور محبت اور نفرت کا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرنی ہے"۔

کیسے ممکن ہے؟ اس لیے کہ دل میں ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے ﴿كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ﴾: دیکھیں ایک سے بڑھ کر ایک جملہ ہے واللہ اگر غور کریں آپ "لکھ دیا ہے ثبت کر دیا ہے ایمان": اور اُن کی تائید بھی کی ہے اپنی خاص رحمت سے اپنے خاص کرم سے، اور ثابت قدمی بھی عطا فرمائی ہے (سبحان اللہ)۔

یہ تو دنیا میں سارا ہے دنیا میں بڑی عزت سے رہے ہیں: دیکھیں فقیر تھے مسکین تھے، یہ بھی وقت آتا کہ کھانے کو کچھ نہیں تھا لیکن عزت کا معیار بہت بلند تھا، خودداری بہت بلند تھی، احترام، اُن کا وقار، اُن کی عظمت، کوئی اُن جیسا نہیں (سبحان اللہ)۔

اور آخرت میں جنتیں ہیں باغات ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہے، وہ بھی راضی ہوں گے۔

اور اس سے بڑھ کر بات ہے کیا گواہی ہے؟ ﴿أُولَئِكَ حِزْبُ اللهِ﴾: یہ اللہ تعالیٰ کے گروہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا گروہ ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس گروہ میں شامل کر دے جو ہمیشہ فلاح پانے والے ہیں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (058.سورۃ المجادلۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio